اجمل خٹک کی اُردو شاعری: ایک مطالعہ

ڈاکٹر الطاف اللہ*، اختر رسول بودلہ**
*ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیقِ تاریخ وثقافت، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔ پاکستان
**ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیقِ تاریخ وثقافت، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔ پاکستان

Abstract

Poetry in Urdu language is comparatively difficult than poetry in other languages particularly for persons who frequently write in their respective native languages. Ajmal Khattak is one of those poets who has often written his poetry in Pashto language. Although he plays his due role for the promotion of Pashto language and literature yet he devotes considerable time to write down poetry in Urdu language as well. The poems which he writes in Urdu language, highlights different aspects of human life and society. Being a freedom lover and progressive person he always discourages the exploitation of poor class of the society by the powerful segments of state and society. This paper, however, focuses on Ajmal Khattak's Urdu poetry which he has written down in his life time.

اجمل خٹک کی اُردو زبان میں شعر وشاعری سے دلچسپی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے سولہ سال کی عمر میں اپنی پہلی اُردو نظم طلباء کی سالانہ الوداعی تقریب میں بعنوان ''جاتے ہو خدا حافظ'' پڑھی۔ آپ کی لکھی گئی اُردو نظموں میں سے جن کو خاصی پذیرائی ملی اُن میں شمع، یہ رونا کالی راتوں کا، غزل، من کا مندر، دکھی دل، من کے دل پر داغ، پریت نگری، جنت، موم کا پتھر، دیش ماتا، میرے خون کا پہلا قطرہ، ہم جو، اے میرے سلگتے دل، مذہب، رسم کوئے یار، جدوجہد، اپنی محنت اپنا پھل، دہقان کا بیٹا، میرا من، خاموش دھواں، کشمکش، یادوں کے جھروکے سے، باغی، خلاء اور نظم آزادی شامل ہیں۔۱

اگرچہ اجمل خٹک کی زیادہ تر شاعری پشتو زبان میں ہے۔ تاہم برصغیر کے اُردو دان طبقے میں آپ کا نام محتاج تعریف نہیں۔ آپ کی غیر مطبوعہ معرکۃ الآراء اُردو نظمیں بہت مشہور ہیں جو یقیناً اُردو کی جدید شاعری میں خوبصورت اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔۲ اجمل خٹک صاحب سیف وقلم خوشحال خان خٹک کے گھرانے میں نوشہرہ کے مشہور اور تاریخی قصبے اکوڑہ خٹک میں جناب حکمت خان خٹک کے ہاں اپریل ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے۔۳ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی جبکہ بعد ازاں گورنمنٹ مڈل سکول اکوڑہ خٹک سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور پھر گورنمنٹ ہائی سکول پشاور میں داخلہ لیا۔ اسی اثناء ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک شروع ہوئی جس میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پولیس کی سخت داروگیر کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ منقطع ہوا۔۴ اس تحریک کے بعد کے دور میں آپ نے پرائیویٹ اُمیدوار کے طور پر میٹرک کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے منشی فاضل، ادیب فاضل، پشتو آنرز اور فارسی میں ماسٹر ڈگری حاصل کی۔۵

اُردو نہ صرف قومی زبان ہونے کے ناطے اہمیت کی حامل ہے بلکہ ہمارے ملک کے طول و عرض میں آسانی سے سمجھی جاتی ہے۔ یہ زبان کئی اہم زبانوں کے سر چشموں سے سیراب اور مختلف تہذیبوں اور تمدنوں سے مستفید ہوئی ہے۔ اس لیے اس زبان نے تمدن کی تمام ضروریات اور تمام زبانوں کی خصوصیات اپنے اندر جذب کر لی ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں صدیوں کے اختلاط سے مختلف تہذیبوں کے میل ملاپ اور آمیزش سے مستقل شکل کا جو آمیزہ تیار ہوا وہ اُردو زبان کہلانے لگا۔ ۶ لوگوں کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے اجمل خٹک نے پشتو زبان میں شاعری کے ساتھ ساتھ اُردو میں بھی شاعری رقم طراز کی۔ اس لیے اُردو زبان میں بھی آپ کی تخلیقات فکر و فن کے اعتبار سے امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے اُردو زبان میں آزاد نظم کی صورت میں شعر و شاعری لکھی وہ ابھی آپ کی بیاض کی زینت ہیں۔

اجمل خٹک کی اردو شاعری کا مشاہدہ درجہ ذیل نظموں سے کیا جا سکتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کس قسم کے ذہنیت، سوچ و فکر کے حامی تھے۔ آپ کی زندگی میں ایسے واقعات رونما ہوئیں جن کا آپ کی زندگی پر بہت گہرا اثر رہا۔ مثلاً جلاوطنی کے دور میں آپ جب کابل میں قیام پذیر تھے تو اس وقت ایک اردو نظم ''خلا'' لکھی جس میں وہ مایوس ہو کر اپنی بیدلی اور مایوسی کا اظہار کچھ اس طرح کرتا ہے۔

سارے دیے بجھ گئے بس
اب اندھیرے سائے ہیں
زندگی بھوتوں کی دنیا
خواب بھی اب پرائے ہیں
جیون کے بہانے ٹوٹے
ارمان چکنا چور ہوئے
اپنا تن اک گہری دلدل
اپنے من سے دور ہوئے
پیاس بجھانے والے آئے
دل کا مندر توڑ چلے
پیار کے پنچھی اڑ اڑ بھاگے
سوکھے تنکے چھوڑ چلے
اب یہ اپنی ساری ہستی
سپنوں کا کھلونا ہے
خالی خولی حرکتیں ہیں
ہنسنا ہے کہ رونا ہے ۷

اسی طرح جلاوطنی کے دور میں کابل میں قیام کے دوران اپنے اُردو نظم ''اے مرے سلگتے دل'' میں یوں لکھتا ہے:

اے مرے سلگتے دل
آتش کھاتا جائے ہے
دھواں بنتا جائے ہے

اپنے ارمانوں کے انگاروں پر جیتا جائے ہے

اے مرے سلگتے دل

اے مرے سلگتے دل

تو محبت کی کلی

محنت کا خزانہ ہے

تجھ سے پھولوں کی نکہت

تجھ سے فصلوں کی بہار

پر اس جھوٹی دھرتی میں مرجھائے ہے، مر جائے ہے

اے مرے سلگتے دل

اے مرے سلگتے دل

میں ترے قربان اے دل

لوگھٹائیں چھٹ گئیں

اندھیروں کے دل ٹوٹے

مرغ سحر نے دی صدا

کوہ وصحرا پھول بنے ہیں کوہ ودشت مسکائے ہیں

تو بھی کھلتا جائے ہے

اے مرے سلگتے دل

اونچی اونچی چوٹیوں پر سرخ سویرا چھائے ہے

تیرا موسم آئے ہے

اے مرے مسافر دل

اے مرے سلگتے دل ۸

جناب اجمل خٹک ن م راشد، فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسی اور اُردو کے دیگر چوٹی کے شعراء کی ادبی محافل میں کئی بار شرکت کر چکے ہیں اور ان سے ترقی پسند مصنفین کے حوالے سے بڑے گہرے ادبی مراسم تھے۔ آپ کے بعض نظمیں اُردو کی جدید آزاد نظموں میں خوبصورت اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور یوں لگتا ہے کہ آپ مذکورہ بالا اُردو کے نامور شعراء کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے مختلف ادوار میں قید و بند کی جو صعوبتیں برداشت کیں اس کی بدولت اپنے معاشرے اور لوگوں سے دور رہ کر طبقاتی کشمکش اور استحصال کے شکار طبقے کیلئے نہ صرف سنہرے خواب دیکھے بلکہ جابرانہ نظام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ علاوہ ازیں آپ کی اُردو شاعری میں رومانیت کے عناصر بھی نظر آتے ہیں۔ جس طرح درجہ ذیل غزل سے واضح ہوتا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ سپنوں سے محبت کی ہے

ہم نے منزل کے حسینوں سے محبت کی ہے

چاند سے، نور سے، شبنم سے، صبا سے، گل سے

اپنی امید کے چہروں سے محبت کی ہے

بزمِ جاناں کا تصور بھی سردار رہا

ہم دوانوں نے اشاروں سے محبت کی ہے

غنچہ، زخمِ جگر، شبنم چشمِ نرگس

عمر بھر ہم نے بیماروں سے محبت کی ہے

زندگی زہر سہی، اہلِ سفر چور سہی

یار لوگوں نے سیاروں سے محبت کی ہے[۹]

اسی طرح وہ اپنے آزاد نظم ''مرافن'' میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بیان گو ہیں کہ میرے اشعار میں للکار ہے، یلغار ہے اور میری نظموں میں خونِ مزدور کی بو اور خونِ مظلوم کی بو موجود ہے۔ پشتو نظموں کی طرح آپ کی اُردو نظموں میں بھی معاشرے، سیاست اور قیادت پر گہرے طنز کے نمونے ملتے ہیں۔ طبقاتی کشمکش، معاشی ناانصافی، جبر واستحصال کے شکار طبقے کی بھر پور عکاسی آپ نے اپنے اُردو نظموں میں بھی بروئے کار لائی ہے۔ اپنے نظم ''میرافن'' میں کچھ یوں رقمطراز ہیں۔

میرے نقاد!

میں جذباتی ہوں؟

میرے اشعار میں للکار ہے؟

یلغاریں ہیں؟

میری نظموں میں

قصیدوں کا کہیں رنگ نہیں؟

میری غزلیں!

نہ غزالاں کی ادا ہے

نہ حسینوں کا سخن

رگ گل سے، پر بلبل نہ کبھی باندھ سکا

مرے اشعار سے بو آتی ہے

خون مزدور کی بو

خون مظلوم کی بو

اور سرمائے کے قصاب کی منڈی میں پڑی

زندہ لاشوں کی بو

میرا فن، میرا فن

تیرا نہیں، تیرا نہیں

نہ تیرے ذوق، تیرے طبقے تیرے فہم کا ہے

میرا فن میرا ہے
میرے ماحول، مری زیست، مرے دور کا فن
مرے انسان کا فن۱۰

اجمل خٹک ترقی پسند شاعر ہونے کے ناطے اپنی نظم ''آزادی'' میں کہتا ہے کہ آزادی کی خاطر ہم ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار ہیں۔ اسلئے وہ آزادی کی بدولت خونِ دل دینے، ہاتھوں پر زنجیروں کا زنگ اور خالی پیٹ رہنے کیلئے تیار تھے جس طرح ان کو کئی بار ہتھکڑیوں کا سامنا کرنا پڑا اور عرصہ دراز قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ وہ اپنے اس نظم کا اختتامی کلمات میں کہتا ہے کہ مجھ سے اگر سب کچھ چھین لیا جائے تو کوئی پرواہ نہیں البتہ اس کے عوض میرے اولس یعنی قوم کو آزادی دی جائے۔ نظم آزادی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

مجھ سے یہ جھوٹ کی شہرت ہو کہ عزت لے لو
شہر کی گلیوں میں رسوا کر دو
زیست میں میرا کوئی نام نہ لے
موت کے بعد نشان تک نہ رہے
میرے اشعار میں آیا ہے جہاں نام مرا
اس کو بھی جا کے مٹا دو یکسر
ہم سفر دوست جنہیں یاد ہیں قصے میرے
ہم قدم یار جنہیں یاد ہیں کچھ افسانے
کوئی جاناں
خونِ دل
ہاتھوں پہ زنجیر کا زنگ
وہ دنوں خالی پیٹ
پھر بھی کاندھوں پہ لدھا بوجھ منوں
ہم نشستوں کا تغافل
اور
رقیبوں کا ظلم
پیار کا نام سنا
پر یہ ہما ہے بھی کیا؟
زندگی ایک وسیع باغ مگر سب کانٹے
یا تو سرکار کی جیلوں میں مشقت قسمت
یا کسی خان کی کھیتی میں بگار
مجھ سے یہ ساری کہانی لے لو

موت کے بعد مرا نام نہ لو

پر

مجھے میرے ''اولس'' کیلئے وہ نعمت دو

جسے تم کہتے ہو آزادی ہے

جو مرا ننگ مری غیرت ہے

اور

میرا سب کچھ ہے!!

اجمل خٹک اپنے نظم بعنوان ''شمع'' میں معاشرے کو جلتے ہوئے شمع کی مثال دیتا ہے کہ کس طرح یہ خود کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور اپنے گرد و نواح کو روشنی مہیا کرتی ہے۔اسی طرح انسان میں بھی قربانی کی یہ تمنا موجود ہونی چاہیے تاکہ اپنے معاشرے کی خدمت کر کے اس کو زندہ رکھے۔اپنے اس نظم میں اجمل خٹک یوں رقم طراز ہیں۔

یہ دیکھو شمع روشن ہے

ستاروں کا لہو لے کر

گلوں کی مسکراہٹ

پری زادوں کی حوروں کی

تبسم کی ضیاء پا کر

سحر کی اولیں معصوم کرنوں سے

محبت کی تپش لا کر

یہ انسان کی سیہ بختی میں رنگ نور لاتی ہے

سیاہ گھیر اندھیروں کا سینہ چاک کرتی ہے

یہ دشمن ظلمتوں کی

کبھی ایک جھونپڑی میں سسکیاں لیتی ہوئی بوڑھی کی ساتھی ہے

کبھی رنگین ایوانوں میں عیاشی کے منظر پر

گرم آنسو بہاتی ہے

یہ پروانے

جو اس کو حسن کا جلوہ سمجھتے ہیں

اسی کے عشق میں جان بھول کر جلتے ہیں مرتے ہیں

یہ شمع ہے

یہ شمع ہے

جو ہر سو نور دیتی ہے

مگر

اے عقل وفکر وہوش کے سب مدعی لوگو!

کسی نے یہ بھی سوچا ہے

کہ اس کا اپنا دل

کیوں داغ ہے؟

کیوں سوز ہے؟

کیوں آگ ہے؟

کیوں راکھ ہے؟

اور کس لئے بس جلتا رہتا ہے

یہ اب تک راز ہے

اور کون اسے جانے

ارے

اور کیوں کوئی جانے۱۲

آپ اپنے آزاد نظم ''یہ رونا کالی راتوں'' میں کچھ اس طرح رقم طراز ہیں:

یہ رونا کالی راتوں کا

بس بھول بھی جاؤ چھوڑو بھی

وہ دیکھ خیبر کی چوٹی

کرنوں میں جگمگاتی ہے

وہ نئی سحر کی آمد ہے

وہ نور کی ڈولی آتی ہے

خوابیدہ حسن درّوں کا

انگڑائی لیکر جاگا ہے

سنگین چٹانوں کے سینے

کلیوں کی گدگداہٹ سے

نرگس کی مسکراہٹ سے

بادِ صبا کی آہٹ سے

رشکِ سحر،نورِ نظر

حسنِ زماں،رنگِ جناں

ایسے میں جانِ من ساتھی

بس بھول بھی جاؤ چھوڑو بھی

یہ رونا کالی راتوں کا

یہ خون بھری برساتوں کا

اب قصہ ماضی کا قصہ ۱۳

اجمل خٹک نے مذکورہ بالا آزاد نظم میں ماضی کے غلطیوں پر محض براہی اور افسوس کی بجائے اُن غلطیوں سے سبق حاصل کرنے پر زور دیا ہے اور ساتھ ساتھ نئی سحر کی آمد یعنی مستقبل کو سنوارنے کیلئے منصوبہ بندی اور سوچ بچار کی طرف معاشرے کو راغب کیا ہے۔ یقیناً جو لوگ آنکھ کھول کر چلتے ہیں وہ کبھی دھوکہ نہیں کھاتے اور وہ اپنی راہ خود متعین کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں علامہ اقبال کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

کھول آنکھ زمین دیکھ، پلک دیکھ فضا دیکھ

مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ ۱۴

اجمل خٹک کی زندگی ایک طویل اور انتھک جدوجہد سے عبارت ہے جو کہ کئی ادوار پر محیط ہے اور اس خطے اور ملک کے سیاسی اور سماجی حقائق کی عکاسی کرتی ہے۔ ان کا طویل سیاسی سفر اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ اس ملک کے محروم طبقات کیلئے حقیقی درد رکھتے تھے۔ ایک شاعر اور ادیب ہونے کے باوجود ان کی سیاست صرف نظریاتی نہیں رہی بلکہ عملی جدوجہد سے عبارت تھی۔ اس وادیٔ پرخار میں انہیں بہت سی آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ انہوں نے کئی بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور طویل عرصہ جلاوطنی کے دن گزارے۔ سیاست اور صحافت سے لیکر شعر و ادب کی مختلف اصناف تک ان کی مساعی کا مقصد معاشرے میں موجود معاشی اور سماجی ناانصافیوں کے خلاف آواز بلند کرنا اور عوامی مسائل کو اجاگر کرنا تھا۔ ان کی شعری اور ادبی حیثیت کے فنی پہلوؤں سے قطع نظر، ان کا موضوع اس لحاظ سے اہمیت کا حامل تھا کہ وہ اپنی شاعری میں قومی اور ملی مسائل کو اجاگر کرتے تھے اور معاشی ناہمواریوں کو اپنے طنز کا نشانہ بناتے رہے۔

آپ نے پشتو نظموں کے علاوہ اُردو نظموں میں بھی نہایت دلکش انداز اپنایا ہے۔ آپ نے اُردو نظموں میں جن موزوں الفاظ کا استعمال نہایت فنکارانہ انداز سے کیا ہے۔ وہ آپ کی فنی مہارت، زبان پر عبور اور قدرت کا آئینہ دار ہے۔ آپ کی اُردو نظموں میں نادر تشبیہات، استعارات اور کنایات آپ کی تخیل کی رفعت، جذبات کی شدّت، ضائع کی جدّت اور فن کی صداقت، افکار کی عظمت، خلوص اور تعمق پر گواہ ہیں۔ ۱۵

جناب اجمل خٹک ۷ فروری ۲۰۱۰ء کو پشاور کے ایک مقامی ہسپتال میں قلیل عدالت کے بعد اس دنیائے فانی سے رحلت کر گئے۔ وہ انقلابی شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جمہوریت پسند شخصیت کے مالک تھے۔ وہ نہ صرف شاعر بلکہ بزرگ ادیب، قوم پرست، باشعور سیاستدان اور صحافی بھی تھے۔ موجودہ دور میں بھی اہل قلم جناب اجمل خٹک کی ملّی اور اجتماعی کاوشوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کی ضیاء پاشی نے نہ صرف پشتو شعر و شاعری کی روشنی میں اضافہ کیا بلکہ اُردو زبان میں شعر و شاعری کو بالعموم اور اُردو میں آزاد نظم کو بالخصوص نئے پرائے مہیا کئے۔ اس موضوع پر لکھنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اجمل خٹک نے نہ صرف پشتو زبان میں شعر و شاعری کے ذریعے معاشرے کی اصلاح کی کوششوں کو بروئے کار لایا بلکہ اسی خاطر اردو زبان میں بہت سی آزاد نظمیں رقم کیں جس کا ذکر موجودہ مقالے میں تفصیلاً کیا گیا ہے۔

حوالہ جات:

۱- محمد افضل رضا، *اجمل خٹک: شخصیت اور فن*، اکوڑہ خٹک، مرکزی خوشحال ادبی وثقافتی جرگہ، ۱۹۹۷ء، ص ص ۶۳-۶۲۔

۲- ایضاً، ص ک (ابتدائیہ)۔

۳- ایضاً و فضل الرحمٰن، *اجمل خٹک شاعری و سیاست*، مجلّہ تاریخ و ثقافت، اکتوبر ۲۰۰۷ء- مارچ ۲۰۰۸ء، ص ۶۳۔

۴- محمد افضل رضا، *اجمل خٹک شخصیت اور فن*، ص ا۔

۵- فضل الرحمٰن، اجمل خٹک شاعری وسیاست، ص ۶۴۔

۶- الطاف اللہ ”خیبر پختونخوا میں اُردو ادب! تاریخی پہلو“ تحقیق نامہ، جنوری ۲۰۱۴ء، جی سی یونیورسٹی لاہور، ص ۱۰۴۔

۷- اجمل خٹک، ”خلا“، از قلمی شعری مجموعہ، غیر مطبوعہ۔

۸- اجمل خٹک، ”اے مرے سلگتے دل“، از قلمی شعری مجموعہ، غیر مطبوعہ۔

۹- اجمل خٹک، ”غزل“، از قلمی شعری مجموعہ، غیر مطبوعہ۔

۱۰- اجمل خٹک، ”میرا فن“، از قلمی شعری مجموعہ، غیر مطبوعہ۔

۱۱- اجمل خٹک، ”آزادی“، از قلمی شعری مجموعہ، غیر مطبوعہ۔

۱۲- محمد افضل رضا، اجمل خٹک شخصیت اور فن، ص ص ۸۸-۸۷۔

۱۳- اجمل خٹک ”یہ رونا کالی راتوں کا“، از قلمی شعری مجموعہ، غیر مطبوعہ

۱۴- بال جبریل، www.iqbalurdu.blogspot.com

۱۵- محمد افضل رضا، اجمل خٹک شخصیت اور فن، ص ۶۴۔

☆☆☆